

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب - ماموں کا بچن۔ (لاٹل پور)
 رکن اعزازی "الحق"

عمر احمد عثمانی کی تحریفیات کا اجمالی جائزہ

صغرسنی کی شادیاں اسلام

اصل مقالہ یا اس کے اقتباسات پر تنقید حاشیہ یا عنوانات کی صورت میں کی گئی ہے۔ (ادارہ)

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ مثل مشہور ہے کہ بچھو سے کسی نے دریافت کیا کہ جناب کے معزز گھرانے میں نیش زنی کے فن میں سب سے بڑا ماہر کون ہے، اس نے سنجیدگی سے جواب دیا کہ جسکی پشت پر ہاتھ رکھ دیکھو، وہی سب سے بڑھ کر ماہر فن ثابت ہوگا۔ اسلام کا نام بیکر اسلام کو ڈسنا، اسے تحریفی نشر لگانا، اس پر جرح و تنقید کی مشق کرنا، اور محض مفروضات سے اس کے قطعی مسائل کو پامال کرنا ہر دور کے ملاحدہ اور زنا و قد کا طرہ امتیاز رہا ہے، پہلی صدی کے خوارج ہوں یا مابعد کے باطنیہ، تیسری صدی کے اصحاب العدل والتوحید ہوں، یا دورِ محاصر کے ارباب فکر و نظر دوسری صدی کا ابن المقفع ہو، یا چودھویں صدی کا اسلم جیرا چپوری، اکبری دور کے ابو الفضل اور فیضی ہوں، یا ہمارے دور کے ڈاکٹر فضل الرحمان اور پردیز، سب کا مشترک مقصد، مشترک نقطہ نظر، اور مشترک سرمایہ اسلام کی مقدس چہار دیواری میں رخنہ اندازی کر رہا ہے۔

"ادارہ تحقیقات اسلامیہ راولپنڈی" نے شریعتِ محمدیہ اور دین اسلام میں شکات ڈالنے کیلئے جو مجلس ادارت اور ہزیم فکر و نظر ترتیب دی ہے۔ اس کیلئے چن چن کر زیادہ تر بخاوری قسم کے متجددین کی بھیڑ جمع کی گئی ہے، اب یہ ادارہ ان ہی لوگوں کی تحقیقات کو تعمیرِ اسلام قرار دیتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ادارہ کے رجال کار اور ان کے تحقیقاتی شاہکار کے کچھ نمونے امت مسلمہ کے سامنے رکھ دئے جائیں، تاکہ انہیں اس

اولیٰ گلستان سے اسکی ”تعمیری بہار“ کا اندازہ کرنے میں کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے، ادارہ تحقیقات کی بزم فکر و نظر کے ایک رفیق عمر احمد عثمانی صاحب ہیں۔ ادارہ تحقیقات میں ان کی شخصیت کس قدر مقبول ہے، اس کا اندازہ مدیر فکر و نظر کے مندرجہ ذیل الفاظ سے کیا جاسکتا ہے۔

”ہمارے“ فاضل و فقیہ مقالہ نگار نے عنوان بالا پر اپنے پر مغز مقالے کی پہلی دو سطروں میں آیات قرآنی اور ان کی ائمہ سلف کی تفاسیر کی روشنی میں یہ واضح کیا تھا۔ الخ
”ہمارے“ فاضل دوست کے طرزِ تحریر کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ مسئلے کے ہر گوشے پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں اور اس سلسلہ میں اپنی ذاتی تنقید کو ائمہ سلف کی تنقیدات کا ہمیشہ تابع رکھتے ہیں۔“ (فکر و نظر جلد ۲ ش ۵-۶ ص ۳۱۵)

اسی کے ساتھ ”فاضل و فقیہ مقالہ نگار“ کا یہ ”امتیازی وصف“ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ وہ مسٹر پرویز کی سلطنتِ کفر و الحاد میں برسوں تک وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر فائز رہے ہیں، اور ان کی تحریک مرکزِ ملت، و نظامِ ربوبیت ”فاضل و فقیہ مقالہ نگار“ ہی کے دم قدم سے پروان چڑھی ہے، ملتِ اسلامیہ سے مسٹر پرویز کا رشتہ کٹ جانے کے بعد ان کی قلمی خدمات ادارہ تحقیقات کیلئے وقف ہو گئیں۔

”فاضل مقالہ نگار کے چار ضخیم مقالے ادارہ تحقیقات راولپنڈی کے آرگن فکر و نظر“ نے تقریباً (۲۲۵) صفحات میں شائع کئے ہیں۔ ہم کوشش کریں گے، کہ ان تمام مقالوں کے ابھرتے ہوئے نقوش، اصلی الفاظ یا خلاصہ کی صورت میں پیش کر دیں۔

— محمد یوسف —

نوٹ۔ اس مقالہ کی پہلی قسط فکر و نظر جلد اول شمارہ ۷-۸ (جنوری فروری ۱۹۶۴ء) میں اور دوسری قسط شمارہ ۹ (مارچ ۱۹۶۴ء) میں شائع ہوئی ہے۔ آئندہ اقتباسات میں قسط اول، قسط دوم لکھ کر مولد ہالا شماروں کے صفحات درج کر دینے جائیں گے۔

۱۔ قرآنی مفہوم میں تحریف | وابتلوا لیتحی حتیٰ اذا طغوا اور تم شیروں کو آزما لیا کرو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر پہنچ نکاح فان آنستم منہم رشد افادفعوا جائیں، پھر اگر ان میں ایک گونہ تیز دیکھو، تو ان کے اموال الیہم اموالہم (۶-۷) ان کے حوالے کر دیا کرو۔ (ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی)

سہ مدیر فکر و نظر کا یہ دعویٰ اپنے اندر کتنی صداقت رکھتا ہے۔ آئندہ سطروں میں آپ کے سامنے جو معائناتی آئیں گے، ان پر غور کرنے کے بعد اس کا فیصلہ آپ خود کر سکیں گے، واللہ العلی۔ (محمد یوسف)

مولانا تھانویؒ نے حاشیہ پر فوائد میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ:۔ یعنی بالغ ہو جائیں، کیونکہ نکاح کی ہمدی قابلیت بلوغ سے ہوتی ہے۔ اس آیت کریمہ کے اسی قسم کے تراجم دیگر تمام مترجمین نے بھی کئے ہیں، اس آیت کریمہ میں آپ نے دیکھ لیا، کہ یتیموں کو ان کے اموال حوالے کرنے کے لئے جو حد مقرر فرمائی گئی ہے وہ آزمائش کے بعد ان میں ایک گونہ تمیز اور صلاحیت کا پیدا ہو جانا ہے۔ مگر یہ آزمائش اسی وقت کی جانی چاہئے جب وہ بالغ ہو جائیں۔ (قسط اول ص ۴)

۲۔ فقہائے امت کی قرآن کریم کی نظر سے عروسی | اس آیت سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ یتیموں کو ان کے مال کب حوالے کرنے چاہئیں وہیں اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قرآن کریم کی نظر میں نکاح کی بھی ایک عمر مقرر ہے، اور وہ ہے بلوغ کی عمر۔ (ذرا آگے چل کر) لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ بات اتنی صاف تھی، تو سلف سے لیکر خلف تک تمام فقہائے امت اور علمائے امت بالاجماع صغریٰ کی شادیوں کے قائل کیسے چلے آتے ہیں، کیا قرآن کریم کی یہ صراحت اور عرب معاشرہ میں صغریٰ کی شادیوں کا کوئی رواج نہ پایا جانا ان کے سامنے نہیں تھا؟ یہ سوال بڑا اہم ہے اور اسے یوں ہی سرسری طور پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ (قسط اول ص ۳-۴)

۳۔ صغریٰ کے نکاح کو جائز قرار دینے | اگر ایسا اجماع جسکی سند قرآن و حدیث سے نہ مل سکے بقول حضرت شاہ صاحبؒ کے ناجائز اور اسباب تحریف میں شامل ہے، تو ایسے اجماع کے بارے میں کیا کہا جائے گا۔ جو قرآن کریم کی نص صریح کے بھی خلاف ہو، پہلے بتایا جا چکا ہے کہ قرآن کریم نے نکاح کی عمر، بلوغ کو قرار دیا ہے، اور یہ نص صریح ہے۔ تو اگر نص صریح کے خلاف اجماع کا ثبوت بھی ہو جائے تو اسے کسی طرح بھی جائز نہیں کہا جاسکتا اور ایسا اجماع یقیناً اسباب تحریف سے بھی کچھ زیادہ سے قرآن کریم آزمائش کی حد انتہاء بلوغ بتلاتا ہے، اور فکر و نظر کے "فاصل و فقیہ مقالہ نگار" اس میں آزمائش کی حد ابتداء کا مضمون ٹھونکتے ہیں۔! یہ کھلی تحریف ائمہ سلف میں سے کس کی تنقید کے تابع ہو کر کی گئی ہے؟ کیا "فاصل و فقیہ مقالہ نگار" یہ بھی نہیں جانتے کہ "حتیٰ" ابتداء غایت کیلئے نہیں بلکہ انتہاء غایت کے لئے موضوع ہے۔؟ پھر اگر بلوغ کے بعد سے آزمائش کا وقت شروع ہوتا ہے تو مال کے حوالہ کرنے کا وقت کب سے شروع ہوگا،

۴۔ سلف سے لے کر خلف تک تمام علماء امت کو قرآن کریم کی نظر اور اسکی صراحت سے بے بصیرت ثابت کرنا، یہ ہے فاصل و فقیہ مقالہ نگار کی فقاہت، اور ائمہ سلف کی اتباع۔ قرآن کریم کی اس نظر کا چودہ سو سال بعد انکشاف ہوا، حدیث اس سے پہلے تمام امت ناجائز فعل ہی کی غلطی میں مبتلا رہی۔

ہی سخت شمار کیا جائے گا۔ بلفظ (قسط اول ص ۴۲)

۴۔ اقوال شاذہ کی وجہ سے | چونکہ (تمام امت اور) فقہ امت کے جم غفیر کے خلاف اجماع کا دعویٰ غلط ہے۔ | ابن حزم، ابن شبرہ اور خوش قسمتی سے امام اہم کے کے اقوال (شاذہ) موجود ہیں۔ اس لئے اجماع امت کا دعویٰ غلط ہے۔ تلخیص (قسط اول ص ۴۸-۴۹)

۵۔ علمائے امت کا یہ فتویٰ عجیب اثرات | اسی کے ساتھ اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، کہ جب تدوین فقہ کا دور آیا تو بیشتر علمی مسندوں (یا پرویزی اصطلاح میں عجیب سازش) پر وہ علماء اور ائمہ تابعین ہو چکے تھے جن کا تعلق ملک کا نتیجہ ہے۔

عرب سے نہیں تھا، بلکہ عجمی ممالک سے تھا، بلکہ تدوین فقہ کے دور سے بہت پہلے ہی علمی مسندیں

سے واضح رہے فاضل و فقیہ مقالہ نگار کے بقول "تحریف سے بھی سخت تر جرم" کا ارتکاب کرنے والوں میں خود شاہ صاحب بھی شامل ہیں، چنانچہ "والکریستاد ہنا ابو حاتم پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس سے مراد بکر بالغ ہے۔ تبالغہ نہیں، وہ کیسے مراد ہو سکتی ہے، جبکہ اسکی کوئی رائے ہی نہیں

ہوتی۔ اور حضرت صدیق نے حضرت عائشہؓ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت

کر دیا تھا جبکہ وہ چھ سال کی تھیں۔" (حجۃ اللہ البالغہ، ص ۱۲۷ ج ۲ طبع منیر)

ایک طرف ان کو تحریف کے مجرم" اور "بلا سوچے سمجھے نفس مریخ کے خلاف فتویٰ دینے والے" بتلانا اور دوسری طرف ان کے کلام سے استدلال کرنا جس برتن میں کھانا اسی میں پیشاب کرنے کا مصداق ہے، معہرہ ہذا کہ شاہ صاحب کی عبارت سے اخذ کردہ نتیجہ اور قرآن کی نفس مریخ کا افسانہ "خانہ ساز" ہے۔ ورنہ شاہ صاحب سے بڑھ کر نفس مریخ کو جاننے والا ادارہ تحقیقات کی جمع کردہ بھیڑ میں کون ہے؟

۶۔ اجماع امت کے مقابلہ میں شاذ قسم کے اقوال دائرہ پیش کرنے پر شاہ صاحب نے بڑی عمدہ بحثیں فرمائی ہیں، طلبہ علم کو ازالۃ الخفاء کی طرف مراجعت کا مشورہ دیتے ہوئے یہاں شاہ صاحب کا صرف ایک فقرہ نقل کرتا ہوں:

در اشکال یک جانب اصابت بود، و یک جانب خطا المعذور، و چون پر وہ از دوسے کار برداشتند، و حق مثل فلت الصبح پیدا رگشت مجال خلاف نماد، ہر کہ اعمال بینا و شمالاً افتد زندیق است، اور اسے باید

جب تک مسئلہ میں اشکال تھا، اس وقت تک ایک جانب صواب تھا، اور ایک جانب خطائے معذور۔ لیکن جب مسئلہ کے پہرہ سے نقاب اٹھ گیا، اور حق "سفید صبح" کی طرح روشن ہو گیا، اس وقت اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ اسی

بقول رسانید۔ (ازالۃ الخفاء ص ۹۹ ج ۱ طبع مہدی نور محمد راجی) کے بعد بھی جو شخص دائیں بائیں جھانکے وہ زندیق ہے۔ اسے

عربوں کے قبضہ سے نکل چکی تھیں، عبدالملک اور زہری کا وہ مکالمہ جو اکثر مؤرخین نے نقل کیا ہے۔ اس صورت حال پر ردِ شنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ (اسکے بعد وہ مکالمہ مذکور ہے)۔ بلغظم (قسط اول ص ۴۹)

۶۔ علمائے امت اور جوازِ حماقت کا فتویٰ | ان حضرات کا جم غفیر جسے اجماع کے غلط لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ یہ نہیں کہہ رہا کہ صغرسنی کی شادیاں ضرور کی جانی چاہئیں، وہ زیادہ سے زیادہ یہی بتا رہا ہے کہ اگر ایسی حماقت کر لی جائے، تو اس کا شرعی حکم کیا ہوگا؟ (وہ شرعی حکم یہی ہے کہ جائز ہے)۔ بلغظم (قسط اول ص ۵۲)

۷۔ علمائے امت کا بلا سوچے سمجھے وراثتی فتویٰ | چونکہ ان کے اذہان وراثتی طور پر صغرسنی کی شادیوں سے مانوس تھے، اور ان کے دلوں میں نہ اس کی طرف سے کوئی استعجاب پایا جاتا تھا، اور نہ اس (ناجائز فعل) سے کوئی نفرت تھی، اس لئے جو نہی ان کے سامنے کوئی ایسا بیان آیا جس سے اس کا جواز نکلتا تھا، انہوں نے فوراً اسے قبول کر لیا، اور اسکی برج و تنقید کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی، بلغظم (قسط اول ص ۵۲)

۸۔ نہیں بلکہ ضرورت اور مجبوری | فقہائے کرام نے یہ کہیں نہیں کہا کہ بلا ضرورت بھی صغرسنی کی شادیاں کرنی چاہئیں وہ تو صرف یہ بتا رہے ہیں، کہ اگر کوئی شخص کسی ضرورت اور مجبوری کے تحت لے اجماع کا لقب غلط نہیں، بلکہ بقول شاہ صاحب کے اسے فقط قرار دینا صحیح و مذکور ہے۔ ج

سخن شناس نہی و برا خطا میں جا ست

۹۔ فاضل و فقیہ مقالہ نگار کے بقول "ایسی حماقت کے شرعی جواز" کا فتویٰ جن حضرات کے جم غفیر نے صادر فرمایا، اگر ان کے پاس کوئی شرعی دلیل موجود تھی تو اسے "حماقت کا لقب دینا خود اچھی خاصی سوچی سمجھی حماقت ہے، اور اگر ان حضرات کا یہ فتوئے حماقت کیوں ہی بلا دلیل تھا، تو ان حضرات کا جم غفیر "مفتی علی اللہ ہوا، نہ کہ ائمہ دین۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ یہ ہے نگہ و نظر کے فاضل و فقیہ مقالہ نگار کی "اتباع سلف"۔

۱۰۔ ائمہ دین پر اپنے غیر شرعی موروثی امور سے انس رکھنے، ان سے استعجاب نہ کرنے، نفرت نہ کرنے اور بلا سوچے سمجھے اور بلا جرح و تنقید ان کے جواز کا فتویٰ صادر فرمانے کا بہتان کیا بھونڈی اور مکروہ قسم کی افسانہ نگاری نہیں ہے۔؟ پھر فاضل و فقیہ مقالہ نگار یہ بھول گئے، کہ امام مالکؒ، اصبحیؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ شیبانیؒ اور امام محمدؒ شیبانیؒ وغیرہم تو عجمی نہ تھے، انہوں نے اس حماقت کے جواز کا فتویٰ کیسے دے ڈالا۔ ان کو اس عجیبیت سے کیوں انس رہا۔ اور استعجاب اور نفرت کیوں نہ ہوئی۔ کیا اسے تحقیق کہا جاسے، یا ائمہ دین کی تحقیر (ان کو تو بنانا)۔؟ ۱۱۔ اوپر کی عبارت میں فاضل و فقیہ مقالہ نگار نے اسے "فتوئے حماقت" قرار دیا تھا، یہاں اگر اسے فتویٰ ضرورت بنا ڈالا۔ کیا اسلامی تحقیقات کے ادارے کی زبان میں ضرورت اور حماقت کے ایک ہی معنی ہیں۔؟ پھر یہ ضرورت حماقت کا الہام کہاں سے ہوا، فقہاء کے جم غفیر نے اسکی کہیں تصریح فرمائی ہے یا یہ محض ایجاد بندہ ہے۔

ایسا نکاح کر دے تو اس کا کیا حکم ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی ضرورت شدیدہ میں، جیسی صورت ہم نے اوپر فرض کی ہے، اگر کوئی شخص ایسا کر دے تو عدل عمرانی، ضرورت وقت، تقاضائے مصلحت اور منشاء قانون بھی یہی ہے کہ اس کے جواز کا فتویٰ دیا جائے۔“ بلفظہ (قسط اول ص ۵۲)

نہیں نہیں بلکہ اشتباہ | واقعہ یہ ہے کہ ہمارے فقہار کے سامنے ایک ایسی روایت تھی، جو انہیں اشتباہ میں ڈالنے کا باعث بنی، اس روایت پر ہم شرح و بسط کے ساتھ آئندہ اشاعت میں بحث کریں گے۔“ بلفظہ (قسط اول ص ۵۲)

تمام معتبر کتابوں کی صحیح ترین حدیث | یہ روایت حدیث کی تمام معتبر کتابوں میں صحیح ترین سند (بلکہ اسانید متعددہ متواترہ - ناقل) کے ساتھ بیان ہوئی ہے، جسکی بنا پر ہمارے فقہاء کو صغریٰ کی شادیوں کے جواز کا فتویٰ دینا پڑا ہے، یہ روایت حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کی گئی ہے، جس میں وہ فرماتی ہیں کہ:

”حضرت اکرمؐ نے مجھ سے نکاح کیا جبکہ میں چھ سال کی تھی، اس کے بعد ہم مدینہ میں آئے۔ پھر (رخصتی کے وقت) مجھے کسی بات نے نہیں گھبرایا، مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (انصاری عورتوں نے) مجھ آپ کے حوائے کر دیا، ان دنوں میں نو سال کی تھی۔ عروہ بن زبیرؓ نے بتایا کہ حضرت خدیجہؓ کا انتقال حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی طرف ہجرت فرمانے سے تین سال پہلے ہو گیا تھا، دو سال یا قریباً دو سال تک آپ نے کوئی شادی نہیں کی، پھر

۱۔ لیکن آپ کا مسلم فیلی لازم تو جسکی تک ملالی کیلئے نامہ عمل کی یہ تمام سیما ہی آپ نے مہیا کی ہے، عدل عمرانی، ضرورت وقت، تقاضائے مصلحت اور منشاء قانون کو ملائے طاق دکھ کر بلا استثناء اسے قابل سزا جرم قرار دیتا ہے، اسلام کا معجزہ دیکھئے، کہ جس قانون کی خاطر اسلام میں تحریف اور ائمہ اسلام کی تحقیر کا بار عظیم اٹھایا گیا تھا، خود اسی قانون کو عدل عمرانی، ضرورت وقت، تقاضائے مصلحت اور منشاء قانون کی حد قرار دینا پڑا۔

۲۔ اگر یہی واقعہ ہے تو مذکورہ بالا ضرورت حاکم کے افسانے کس خطاب کے مستحق ہیں۔

۳۔ واضح رہے، کہ یہ عروہ بن زبیر کا قول ہے، جسے ایک دروغ مصلحت آمیز کیلئے فکر و نظر کے فاضل و فقیہ مقالہ نگار نے حضرت عائشہؓ کی روایت میں شمار کر لیا۔ اس لئے ازارام احتیاط انہوں نے جمع الغوائد کا حوالہ دیا۔ یہ بحث الگ مقالے میں پیش کی جائے گی۔ واللہ الموفق

چلا آرہا ہے اور جو لوگ صغرسنی کی شادیوں کے عدم جواز کے قائل ہیں، وہ بھی لڑکیوں کی حد تک یا تو جواز کے قائل ہیں، یا پھر اس واقعہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات پر محمول کرتے ہیں، لیکن اس موقع پر یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کتنی ہی قوی اور سند کے اعتبار سے کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو لیکن بہر حال وہ ایک جڑ واحد ہے جو قرآن کی نص صریح کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں ہو سکتی۔
بلفظ (قسط دوم ص ۳۳)

ام المؤمنین کے متعلق ادارہ تحقیقات کی مہذب زبان | عقل انسانی اسے کسی طرح باور نہیں کرتی کہ ایک نو سال کی "المحل لڑکی" اپنے میکہ میں ان تمام علوم و فنون میں اس قدر مہارت کی مالک ہو سکتی ہے کہ اس کا علم پوری امت کی عورتوں سے بڑھ جائے۔ بلفظ (قسط دوم ص ۳۳)

صغرسنی کی شادیوں کے جواز پر ایک اور حدیث | صغرسنی کی شادیوں کے جواز پر بعض فقہاء کرام نے ایک دوسری روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔ وہ روایت یہ ہے۔ محمد بن اسحاق کا بیان ہے صغرسنی کی شادیوں کے عدم جواز کے حق میں "فاضل و فقیہ مقالہ نگار" نے کل تین نام پیش کئے تھے، (اگرچہ اس فہرست کے فہرست میں بھی کلام کیا جاسکتا ہے، لیکن خیر تین نام مان لیجئے) جب ان تینوں میں سے بھی بعض لڑکیوں کی حد تک تو جواز کے قائل ہیں۔ تو مطلقاً عدم جواز کے قائل کتنے رہ گئے۔؟

۱۔ اس سے واضح ہو گیا ہو گا کہ یہ حدیث باجماع امت روایت و درایت صحیح ہے، اور سلف و خلف میں سے کسی بھی قابل اعتبار شخصیت نے اسے روایت صحیح اور درایت غلط نہیں کہا، اب اسے درایت غلط کہنا کسی ملحد اور زندقہ ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ اگر فکر و نظر کے فاضل و فقیہ مقالہ نگار "میں ایمانی زمین کسی درجہ میں بھی باقی ہوتی تو تمام امت کی روایت کو (جن میں ان کے پیش کردہ تین نام بھی شامل ہیں) غلط ٹھہرا کر ملاحدہ مغرب کی کورانہ تقلید میں اسے رد نہ کرتے، زیادہ سے زیادہ اسے خصوصیت پر محمول کر لیتے، تو مسلمانوں کو ان سے متعلق کسی حد تک حسن عن کی گنجائش تو رہ جاتی۔

۲۔ سبحان اللہ۔ یہاں اگر تو فاضل و فقیہ مقالہ نگار نے اپنی فضیلت و فقاہت کا سارا بیج ہی بجا ڈال دیا، ذرا سمجھئے کہ جو حدیث خود ان کے بقول، مشرق و مغرب، جنوب و شمال، عرب و عجم، ترک و تاجیک، الغرض تمام خط زمین کی تمام معتبر کتب حدیث، تغیر، فقہ، سیر اور تاریخ میں صحیح ترین سندوں کے ساتھ موجود ہو اور امت کے اولین و آخرین، اور سلف و خلف کے تمام علماء، فقہاء، محدثین نے اسے قبول کیا ہو، اور اسکی اسانید صحیحہ اس کثرت سے ہوں کہ اگر ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو بلابالغہ ایک ضخیم کتاب بن جائے، کسی فاضل و فقیہ سے نہیں ادنیٰ ہوش و حواس کے آدمی سے پوچھ دیکھئے کہ کیا وہ خبر و احوال کہلائے گی، یا تمام امت کی مسلمہ اور متواتر؟ جب فاضل و فقیہ مقالہ نگار کو بھی تسلیم ہے کہ امت مروجہ کا ہر طبقہ از اول تا آخر اس پر مہر تصدیق ثبت کرتا رہا ہے۔ اور کبھی کسی نے، بقائم ہوش و حواس، اسکے خلاف کبھی کوئی آواز نہیں اٹھائی۔ تو اسے خبر واحد کہہ کر رد کرنے کو جنون کہہ جائے یا زندقہ یقیناً، اور رد کرنے والے کو دماغی ہسپتال کا مشورہ دیا جائے، یا کسی مغربی یونیورسٹی کا۔؟ ۳۔ ابھی ابھی فاضل و فقیہ مقالہ نگار فرماتے تھے کہ نابالغی کے نکار کی بنیاد صرف ایک حدیث ہے۔ دوسری روایت بھی نظر آگئی۔

چلا آ رہا ہے اور جو لوگ صغرسنی کی شادیوں کے عدم جواز کے قائل ہیں، وہ بھی لڑکیوں کی حد تک یا تو جواز کے قائل ہیں، یا پھر اس واقعہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات پر محمول کرتے ہیں لیکن اس موقع پر یہ سوال کیا جاسکتا ہے۔ کہ مذکورہ بالا حدیث کتنی ہی قوی اور سند کے اعتبار سے کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو لیکن بہر حال وہ ایک بڑا واحد ہے جو قرآن کی نص صریح کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں ہو سکتی۔
ملفوظ (قسط دوم ص ۳۳)

اس المومنین کے متعلق ادارہ تحقیقات کی مہذب زبان | "عقل انسانی اسے کسی طرح باور نہیں کرتی کہ ایک نو سال کی "المحر لڑکی" اپنے میکہ میں ان تمام علوم و فنون میں اس قدر مہارت کی مالک ہو سکتی ہے کہ اس کا علم پوری امت کی عورتوں سے بڑھ جائے۔" ملفوظ (قسط دوم ص ۳۴)

صغرسنی کی شادیوں کے جواز پر ایک اور حدیث | صغرسنی کی شادیوں کے جواز پر بعض فقہاء کرام نے ایک دوسری روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔ وہ روایت یہ ہے۔ محمد بن اسحاق کا بیان ہے صغرسنی کی شادیوں کے عدم جواز کے حق میں۔ فاضل و فقیہ مقالہ نگار "نے کل تین نام پیش کئے تھے، (اگرچہ اس فہرست کے ثبوت میں بھی کلام کیا جاسکتا ہے، لیکن خیر تین نام مان لیجئے) جب ان تینوں میں سے بھی بعض لڑکیوں کی حد تک تو جواز کے قائل ہیں۔ تو مطلقاً عدم جواز کے قائل کتنے رہ گئے۔؟

۱۔ اس سے واضح ہو گیا ہو گا، کہ یہ حدیث باجماع امت روایت و درایت صحیح ہے، اور سلف و خلف میں سے کسی بھی قابل اعتبار شخصیت نے اسے روایت صحیح اور درایت غلط نہیں کہا، اب اسے درایت غلط کہنا کسی ملحد اور زندقہ ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ اگر فکر و نظر کے فاضل و فقیہ مقالہ نگار "میں ایمانی ذہن کسی درجہ میں بھی باقی ہوتی تو تمام امت کی روایت کو (جن میں ان کے پیش کردہ تین نام بھی شامل ہیں) غلط ٹھہرا کر ملامت مغرب کی کوزانہ تقلید میں اسے رد نہ کرتے، زیادہ سے زیادہ اسے خصوصیت پر محمول کر لیتے، تو مسلمانوں کو ان سے متعلق کسی حد تک حسن ظن کی گنجائش تو رہ جاتی۔
۲۔ سبحان اللہ۔ یہاں اگر تو فاضل و فقیہ مقالہ نگار "نے اپنی فضیلت و نقاہت کا سارا بیچہ ہی جھاڑ دیا، ذرا سمجھئے کہ جو حدیث خود ان کے بقول، مشرق و مغرب، جنوب و شمال، عرب و عجم، ترک و تاجیک، الغرض تمام خطہ زمین کی تمام معتبر کتب حدیث، تفسیر، فقہ، میر اور تاریخ میں صحیح ترین سندوں کے ساتھ موجود ہو اور امت کے اولین و آخرین، اور سلف و خلف کے تمام علماء، فقہاء، محدثین نے اسے قبول کیا ہو، اور اسکی اسانید صحیحہ اس کثرت سے ہوں کہ اگر ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو بلابالغہ ایک ضخیم کتاب بن جائے، کسی فاضل و فقیہ "سے نہیں ادنی ہوش و حواس کے آدمی سے بوجھ دیکھئے کہ کیا وہ خبر و احوال کہلائے گی، یا تمام امت کی مسئلہ اور متواتر۔؟ جب فاضل و فقیہ مقالہ نگار "کو بھی تسلیم ہے کہ امت مرحومہ کا ہر طبقہ از اول تا آخر اس پر مہر تصدیق ثبت کرتا رہا ہے۔ اور کبھی کسی نے، بقائم ہوش و حواس، اس کے خلاف کبھی کوئی آواز نہیں اٹھائی۔ تو اسے خبر واحد کہہ کر رد کرنے کو جنون کہا جائے یا زندقہ یقیناً، اور رد کرنے والے کو داعی ہستیاں کا مشورہ دیا جائے، یا کسی مغربی یونیورسٹی کا۔؟
۳۔ ابھی ابھی فاضل و فقیہ مقالہ نگار "فرماتے تھے کہ نابالغی کے نکاح کی بنیاد صرف ایک حدیث پر ہے۔ مقام شک ہے کہ ان کو ایک دوسری روایت بھی نظر آگئی۔

ہے، کہ عجبے عبداللہ ابن ابی بکر بن حزم اور عبداللہ ابن حارث اور ایک ایسے آدمی نے بتایا جسے میں متہم نہیں سمجھتا، کہ عبداللہ ابن شداد کا بیان ہے، کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام سلمہؓ سے کیا تھا وہ ان کے بیٹے سلمہ تھے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت حمزہ کی صاحبزادی سے فرما دیا تھا اور یہ دونوں ان دونوں چھوٹے بچے تھے۔ مگر دونوں کی موت واقع ہو جانے کی وجہ سے یہ دونوں یکجا نہیں ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، کہ کیا میں نے سلمہ کی اس بات کا بدلہ کہ اس نے اپنی ماں کے ساتھ میرا نکاح کر دیا تھا، اتار دیا ہے ؟

یہ روایت سند کے اعتبار سے جیسی کچھ ہے، اہل علم پر مخفی نہیں، لیکن بسبیل تزل اسے قابل اعتماد تسلیم کر لیا جائے، تب بھی اس سے استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض قرآن مومنین پر ولایت عامہ حاصل تھی، اس لئے جس طرح آپؐ ان دونوں کا نکاح ان کی مرضی کے خلاف بلوغ کے بعد کر سکتے تھے، اسی طرح بلوغ سے پہلے بھی کر سکتے تھے، اس لئے یہ آپؐ کی خصوصیت ہے،

۱۰۔ یہ جیسی کچھ ہے ”جرح مبہم“ ہے، جو قابل قبول نہیں، بظاہر سند بے غبار ہے، یوں بھی جب فاضل دہلوی نے مقالہ نگار کے دربار میں کلمی مرحوم کی ”مجلس خوش گویاں“ یہاں تک درجہ استناد حاصل کر لیتی ہیں کہ ان کی بنیاد پر متواتر احادیث کو رد کر دیا جاتا ہے، تو یہ حدیث اس سے بہر حال بدرجہا ناقل ہے، اس سے ایک ذریعہ مسئلہ کیوں ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

۱۱۔ محمد اللہ ہمیں تو نہ آپؐ کی ولایت عامہ میں کوئی اشکال ہے، نہ آپؐ کے کسی کا نکاح قبل از بلوغ یا بعد از بلوغ کر دینے میں کوئی دقت ہے، لیکن بیچارے نے فاضل دہلوی مقالہ نگار ”کیلئے یہ سب چیزیں مشکل ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک نکاح کی عمر بلوغ ہے، اس لئے بلوغ سے پہلے ان کے نزدیک نکاح کی صلاحیت ہی مفقود ہوتی ہے پس جس طرح شکم مادر میں بچہ نکاح کی صلاحیت نہیں رکھتا، اسی طرح بلوغ سے پہلے بھی، اس صورت میں ان کی یہ تاویل کیسے چل سکتی ہے کہ نابالغی میں نکاح کر دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ کیونکہ جب عمل، محل نکاح نہیں، نہ اس میں نکاح کی صلاحیت ہے۔ تو وہاں نکاح کا تصور ہی غلط ہوگا۔ چہ جائیکہ اس کے لئے خصوصیت کا کلمہ تلاش کیا جائے، اور اگر وہ تسلیم کریں، کہ نابالغ بچہ بھی محل نکاح ہو سکتا ہے، اور اس میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ اس کا نکاح کر دیا جائے، تو ہم گذارش کریں گے کہ جب عاقد میں صلاحیت موجود ہے، اور عمل بھی صالح للعقد ہے تو مانع ہوا کیا ہے۔ یعنی جب ولایت عامہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نابالغ کا نکاح کر سکتے ہیں، تو ولایت خاصہ کی وجہ باپ یا ولی کیوں نہیں کر سکتے۔ ۱۔ نیز اس صورت میں نفس مریخ کے ڈھونگ کا کیا بنے گا، دیکھئے فاضل دہلوی مقالہ نگار کی خود رانی نے ان کے لئے نہ جائے رفیق نہ پاسے ماندن کا کیا خوب سماں پیدا کر دیا۔

دوسرا کوئی شخص اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یا تلفظ تزویج کو وعدہ نکاح پر محمول کیا جائے،

صغرسنی کے نکاح کا جواز قرآن مجید سے ثابت ہے۔ [ملک کے چودہ مقتدہ علمائے کرام نے

نص صریح کے علی الرغم۔ اس مسئلہ پر خود قرآن کریم ہی سے استدلال کی سعی نامشکور فرمائی۔ چنانچہ

واللّٰی لعین من سے انہوں نے یہ نکالا کہ ”نابالغ طلاق شدہ لڑکیوں کی عدت تین ماہ بیان فرمائی

گئی اور عدت طلاق نکاح کے بعد ہی ہو سکتی ہے، اس طرح صریح طور پر قرآن مجید نابالغ لڑکیوں کے ساتھ

نکاح کی اجازت دیتا ہے۔“ چودہ علماء کے اس استدلال سے گردن مارے مذمت کے جھک جاتی

ہے، کیونکہ یہ تو واضح ہے، کہ عدت طلاق کا سوال مقاربت کے بعد ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر اس آیت سے

بالفاظ صریح یا صریح الفاظ میں نابالغ لڑکیوں سے نکاح کا جواز ثابت ہوتا ہے، تو الفاظ صریح اور صریح الفاظ

میں ان سے مقاربت کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے، کیا قرآن کریم اسے جائز قرار دے سکتا ہے۔ معاذ اللہ،

ثم معاذ اللہ۔ یہ قرآن کریم پر انتہائی افسوسناک اتہام ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ تلخیص (قسط دوم صفحہ ۵۵)

۱۔ یہ جواب تو محض وزن بیت ہے جس پر ان کا شکست خوردہ منیر خود بھی طامت کرتا ہو گا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ میں اس

”تاویل بیجا“ کی کوئی گنجائش نہیں۔ ۲۔ فاضل و فقیہ مقالہ نگار پہلے نص صریح ثابت کریں۔ پھر اسکی موافقت یا مخالفت

کا قصہ زیر بحث لائیں۔ ۳۔ اگر یہ ”فاضل و فقیہ مقالہ نگار“ کی نقابست میں انتہائی افسوسناک اتہام ہے، تو انہیں

اطمینان رکھنا چاہئے، کہ یہ بیچارے چودہ مقتدہ علماء کرام کی طرف سے نہیں، بلکہ عذر زبان رد کو نبی تک اور نبی کے ہر مان تک لاسپیشگی

چنانچہ ۱۔ و اخرج ابن جریر و اسماعیل بن راہویہ و المحاکم و غیرہم بسند صحیح۔ عن ابی بن کعب قال لما

نزلت الآیۃ فی سورة البقرة فی عداۃ النساء قالوا قد بقی عدد من النساء لم یدکون

الصغار و الکبار و اولادہ الاحمال فنزلت

واللّٰی یشسن من المحیض من نساءکم الآیۃ (تفسیر ظہری صفحہ ۳۲۲ ج ۱)

اس کے علاوہ کسی بھی بڑی چھوٹی تفسیر کی کتاب کو اٹھا کر دیکھ لیجئے، آپ کو صحابہ کرام، تابعین، ائمہ فقہ، ائمہ حدیث اور ائمہ عربیت

کی جانب سے ”واللّٰی لم یحیض“ کی یہ تفسیر ملے گی، کہ ”اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کو صغرسنی کی وجہ سے ایام آنا شروع

نہ ہوا ہو۔“ اب فرمایا جائے، کہ یہ تہمت چودہ مقتدہ علماء کرام نے لگائی ہے، یا فکر و نظر کے فاضل و فقیہ مقالہ نگار

کے غلط تصور اور کج فہمی نے یہ طوفان برپا کیا ہے۔؟ اور نابالغ طلاق شدہ لڑکیوں کی عدت، خدا و رسول، صحابہ و تابعین

نے بیان فرمائی ہے یا چودہ علماء نے۔؟ اور اسی سے فاضل و فقیہ مقالہ نگار کے اس بر خود غلط دعویٰ کی بھی نقلی کھل گئی کہ

دور نبوی میں صغرسنی کے نکاح کا رواج نہیں تھا۔ حق تعالیٰ علم کیساتھ ذہن کی سلامتی اور فکر میں اصابت بھی عطا فرمائیں،

تب ہی کام چلتا ہے، ورنہ نام نہاد فاضل و فقیہ مقالہ نگار ”کی طرح آدمی فاضلہ اللہ علی علم کا مصداق بن کر ادھر ادھر کی

دوبی تباہی لاسکئے لگتا ہے۔ ربنا لاتزعقلہ بنا بعد ازہدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ، اللہ انت الوھاب